✿✿✿ تقریر ✿✿✿

تقریر بابت ایمان
وقت 5-7 منٹ

ایمان کی ستّر شاخوں میں سے کچھ کا تذکرہ

(تقریر نمبر7)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

قُلۡ اِنَّ صَلَاتِیۡ وَنُسُکِیۡ وَمَحۡیَایَ وَمَمَاتِیۡ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ (الانعام:163)

تو کہہ دے کہ میری عبادت اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا ربّ ہے۔

چاہئے تجھ کو مٹانا قلب سے نقشِ دوئی
سَر جُھکا بس! مالکِ ارض و سما کے سامنے

(درثمین)

سامعین! خاکسار نے اپنی تقریر نمبر 6 میں جسم اور اعضاء سے تعلق رکھنے والے اعمال جن کا تعلق انسان کی ظاہری عبادات سے ہے میں سے کچھ پیش کی تھیں۔ آج کی تقریر میں اُن میں سے بقیہ شاخیں بیان کرنے کی کوشش کروں گا۔

عبادات: طہارت و پاکیزگی کا خیال رکھنا، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، اعتکاف اور صدقہ و خیرات ادا کرنا۔

حج

سامعین! اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الۡبَیۡتِ مَنِ اسۡتَطَاعَ اِلَیۡہِ سَبِیۡلًا ؕ وَمَنۡ کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ عَنِ الۡعٰلَمِیۡنَ (اٰل عمران:98) یعنی لوگوں پر اللہ کا حق ہے کہ وہ (اس کے) گھر کا حج کریں (یعنی) جو بھی اس (گھر) تک جانے کی استطاعت رکھتا ہو اور جو انکار کر دے تو یقیناً اللہ تمام جہانوں سے بے نیاز ہے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص زادِ راہ اور سواری کا مالک ہو جو سواری اس کو بیت اُللہ تک پہنچادے اور وہ پھر بھی حج نہ کرے تو اس پر کچھ نہیں کہ وہ یہودی ہو کر مرے یا عیسائی ہو کر۔

(ترمذی:812)

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: جس نے اللہ کے لیے حج کیا اور پھر شہوانی بات نہ کی اور نہ احکام الٰہی کی نافرمانی کی تو وہ ایسا (پاک ہو کر) لوٹے گا جیسا اس دن پاک تھا جس دن اس کی ماں نے اسے جنا۔

(بخاری کتاب الحج، باب فَضۡلِ الۡحَجِّ الۡمَبۡرُوۡرِ حدیث نمبر 1521)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا؟ عملوں میں سے کون سا عمل افضل ہے؟ آپؐ نے فرمایا: اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا۔ پوچھا گیا پھر اس کے بعد کون سا؟ فرمایا: اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔ پوچھا گیا پھر کون سا؟ فرمایا حج مبرور۔ یعنی وہ حج جو سراسر نیکی اور اطاعت شعاری پر مبنی ہو۔

(بخاری کتاب الحج، باب فَضۡلِ الۡحَجِّ الۡمَبۡرُوۡرِ، حدیث نمبر 1519)

حج، اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ایک اہم رکن ہے جو انسان کے تکمیل ایمان کا باعث ہے۔ اصطلاح شریعت میں اس سے مراد مقررہ دنوں یعنی ماہ ذوالحجہ کی آٹھویں، نویں اور دسویں تاریخوں میں مخصوص عبادات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے گھر کی زیارت کرنا ہے۔ جسمانی، روحانی اور مالی عبادات کا مجموعہ حج ہے۔ حج کرنے کے لیے کچھ

شرائط ہیں جن مسلمان ہونا، بالغ ہونا، آزاد ہونا، تندرست ہونا، دورانِ سفر اخراجات کرنے کی قوت میسّر ہونا، راستے میں امن وامان ہونا، جان کا خوف نہ ہونا، عورت کا حالتِ عدّت میں نہ ہونا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

" سو خدا نے قوموں کے جدا جدا گروہ مقرر کئے اور ہر ایک قوم میں ایک وحدت پیدا کی اور اس میں یہ حکمت تھی کہ تا قوموں کے تعارف میں سہولت اور آسانی پیدا ہو اور ان کے باہمی تعلقات پیدا ہونے میں کچھ دقّت نہ ہو اور پھر جب قوموں کے چھوٹے چھوٹے حصوں میں تعارف پیدا ہو گیا تو پھر خدا نے چاہا کہ سب قوموں کو ایک قوم بنادے... اس تدریجی وحدت کی مثال ایسی ہے جیسے خدا تعالیٰ نے حکم دیا کہ ہر ایک محلہ کے لوگ اپنی اپنی محلہ کی مسجدوں میں پانچ وقت جمع ہوں اور پھر حکم دیا کہ تمام شہر کے لوگ ساتویں دن شہر کی جامع مسجد میں جمع ہوں یعنی ایسی وسیع مسجد میں جس میں سب کی گنجائش ہو سکے اور پھر حکم دیا کہ سال کے بعد عیدگاہ میں تمام شہر کے لوگ اور نیز گرد و نواح دیہات کے لوگ ایک جگہ جمع ہوں اور پھر حکم دیا کہ عمر بھر میں ایک دفعہ تمام دنیا ایک جگہ جمع ہو یعنی مکہ معظمہ میں۔ سو جیسے خدا نے آہستہ آہستہ امت کے اجتماع کو حج کے موقعہ پر کمال تک پہنچایا۔"

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 146)

آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

"اور جس پر حج فرض ہو چکا ہے اور کوئی مانع نہیں، وہ حج کرے۔"

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 15)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

" اللہ تعالیٰ نے اسلام میں عبادت کا ایک رکن رکھا ہے جو ہر حالت میں ہر مسلمان پر تو فرض نہیں لیکن اس کے باوجود لاکھوں مسلمان ہر سال اس فریضے کو سرانجام دیتے ہیں یعنی حج بیت اللہ کا فریضہ۔ چند دن تک انشاء اللہ تعالیٰ یہ فریضہ انجام دیا جائے گا۔ جہاں اللہ تعالیٰ نے حج کی عبادت کی طرف توجہ دلا کر مسلمانوں کو یہ کہا کہ اپنی تمام تر توجہات ان دنوں میں اللہ تعالیٰ کی طرف رکھو کہ اس کے بغیر حج کا مقصد پورا نہیں ہوتا، وہاں اس طرف بھی توجہ دلائی کہ مجمع کی وجہ سے، ایک جگہ جمع ہونے کی وجہ سے بعض بُرائیاں بھی پیدا ہو جاتی ہیں۔ باوجود اس کے کہ حج کے ماحول کی وجہ سے ہر حج کرنے والے سے یہی توقع رکھی جاتی ہے کہ اس کو اس پاکیزہ ماحول کی وجہ سے کسی اور بات کا خیال نہیں آسکتا سوائے ذکرِ الٰہی کے، تسبیح کے اور تحمید کے۔ لیکن اللہ تعالیٰ جو انسانی فطرت کو جانتا ہے اس نے تین بُرائیوں کی طرف بھی اس موقع پر توجہ دلا دی کہ تم نے ان چیزوں سے بچ کر رہنا ہے۔ پس ماحول جیسا بھی پاکیزہ ہو انسان کو ہر وقت شیطان کے حملوں سے بچنے کی دعا کرتے رہنا چاہئے اور ہوشیار ہو کر اس طرف توجہ رکھنی چاہئے۔"

(خطبہ جمعہ 2 ستمبر 2016ء)

اعتکاف

سامعین! قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَاِذۡ جَعَلۡنَا الۡبَیۡتَ مَثَابَۃً لِّلنَّاسِ وَاَمۡنًا ؕ وَاتَّخِذُوۡا مِنۡ مَّقَامِ اِبۡرٰہٖمَ مُصَلًّی ؕ وَعَہِدۡنَاۤ اِلٰۤی اِبۡرٰہٖمَ وَاِسۡمٰعِیۡلَ اَنۡ طَہِّرَا بَیۡتِیَ لِلطَّآئِفِیۡنَ وَالۡعٰکِفِیۡنَ وَالرُّکَّعِ السُّجُوۡدِ

(البقرہ:126)

کہ جب ہم نے (اپنے) گھر کو لوگوں کے بار بار اکٹھا ہونے کی اور امن کی جگہ بنایا اور ابراہیم کے مقام میں سے نماز کی جگہ پکڑو اور ہم نے ابراہیم اور اسماعیل کو تاکید کی کہ تم دونوں میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور اعتکاف بیٹھنے والوں اور رکوع کرنے والوں (اور) سجدہ کرنے والوں کے لئے خوب پاک وصاف بنائے رکھو۔

رمضان المبارک میں تمام عبادات کا مرکزی و بنیادی مقصد اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا ہوتا ہے۔ اعتکاف اس میں نہایت مُمِدّ و معاون ہے کیونکہ اس کے ذریعہ مؤمن شہوات نفسانی اور لذّات دنیوی سے منقطع ہو کر ایک عارضی رہبانیت اختیار کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مکمل طور پر غرق ہو کر خدا تعالیٰ کے قرب اور اس کی محبت کے حصول کو تمام مال و متاع سے برتر ثابت کرتا ہے اور خدا تعالیٰ کے فضلوں کا وارث بنتا ہے۔

ماہِ رمضان میں اعتکاف بیٹھنا بھی ثواب کا موجب ہے۔ اسلامی اصطلاح میں "اَللَّبْثُ فِی الْمَسْجِدِ مَعَ الصَّوْمِ وَنِیَّةِ الْاِعْتِکَافِ" یعنی عبادت کی نیّت سے روزہ رکھ کر مسجد میں ٹھہرنے کا نام اعتکاف ہے۔ اعتکاف بیس رمضان کی نماز فجر سے شروع کرنا چاہئے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دس دن کا اعتکاف فرمایا کرتے تھے اور دس دن اسی صورت میں مکمل ہوتے ہیں جبکہ بیس رمضان کی صبح کو اعتکاف میں بیٹھا جائے اور عید کا چاند نظر آنے پر معتکف کا اعتکاف مکمل ہو جاتا ہے۔ اعتکاف کے لئے روزہ ضروری شرط ہے۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ لَا اِعْتِکَافَ اِلَّا بِالصَّوْمِ روزہ کے بغیر اعتکاف نہیں ہے۔ معتکف کے لئے حوائج ضروریہ کے علاوہ کسی اور وجہ سے مسجد سے باہر نکلنا جائز نہیں سوائے اس کے کوئی بہت ہی اشد ضرورت آن پڑے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اعتکاف کے بارے میں حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ:

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی وفات تک یہ معمول رہا کہ آپؐ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کیا کرتے تھے۔ آپؐ کی وفات کے بعد آپ کی ازواج مطہرات بھی اس سنت کی پیروی کرتی رہیں۔"

(صحیح مسلم، کتاب الاعتکاف باب اعتکاف العشر الاواخر)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ القدر کی تلاش کرنے والوں کو رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھنے کی ہدایت فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ آپؐ نے ایک موقعہ پر فرمایا کہ

"مجھے بتایا گیا ہے کہ لیلۃ القدر رمضان کے آخری عشرہ میں ہے۔ تم میں سے جو شخص اعتکاف بیٹھنا چاہے وہ اس عشرہ میں بیٹھے۔"

چنانچہ صحابہؓ آپؐ کے ساتھ آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھتے۔

بغیر نیّت کے اعتکاف درست نہیں، چاہے وہ مسنون اعتکاف ہو یا فرض۔ ان دونوں میں نیّت سے فرق کرنا لازم ہے۔ اس کی دلیل حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ بیان کی جاتی ہے۔ جماعت احمدیہ کے موقف کے مطابق اعتکاف کی شرائط میں نیّت، مسجد میں قیام اور روزہ کا ہونا ضروری ہے۔ چونکہ اعتکاف کا مطلب ہی اپنے آپ کو دنیا کے جھمیلوں سے دُور کر کے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہنا ہے تو معتکف کے لئے حوائج ضروریہ کے علاوہ کسی اور وجہ سے مسجد سے باہر نکلنا جائز نہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس بارے میں سوال ہوا کہ آدمی جب اعتکاف میں ہو تو اپنے دنیوی کاروبار سے متعلق بات کر سکتا ہے یا نہیں؟ آپؑ نے فرمایا کہ سخت ضرورت کے سبب کر سکتا ہے اور بیمار کی عیادت کے لئے اور حوائج ضروریہ کے واسطے باہر جا سکتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"آخری عشرہ میں تو پہلے سے بڑھ کر خدا تعالیٰ اپنے بندے کی طرف متوجّہ ہوتا ہے۔ قبولیتِ دعا کے نظارے پہلے سے بڑھ کر ظاہر کرتا ہے بلکہ ان دنوں میں ایک ایسی رات بھی آتی ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے لیلۃ القدر کہا ہے اور یہ ہزار مہینوں سے بھی بہتر ہے۔ اس ایک رات کی عبادت انسان کو باخدا انسان بنانے کے لئے کافی ہے۔ تو اگر ہم اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرتے ہوئے خالص ہو کر ان چھ دنوں میں ہی خدا تعالیٰ کے آگے جھکیں گے تو کیا بعید کہ یہ چھ راتیں بلکہ ان میں سے ایک رات ہی ہمارے اندر انقلابی تبدیلی لانے والی ہو، خدا کا صحیح عبد بنانے والی بن جائے اور ہماری دنیا و آخرت سنور جائے اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ہم اپنے مقصد پیدائش کو پہچاننے والے بن جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کا مقصد پیدائش تو یہی بتایا ہے کہ اس کے عبادت گزار بندے بن جائیں ..... خدا تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ یہ جو آخری عشرہ کے دن ہیں یہ اس برکتوں والے مہینے کی وجہ سے جہنم سے نجات دلانے کے دن ہیں۔ گناہ گار سے گناہگار شخص بھی اگر خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکے تو اپنے آپ کو آگ سے بچانے والا ہو گا۔ پس یہ گناہگار سے گناہگار شخص کے لئے بھی ایک خوشخبری ہے کہ اپنی زندگیوں کو پاک کرنے کے سامان کر لو..... ہر ایک کو اللہ تعالیٰ کا خوف اور اس کی خشیت دل میں پیدا کرتے ہوئے ان آخری دنوں کی برکات سے فیض اٹھاتے ہوئے، دعائیں کرتے ہوئے، خدا تعالیٰ کا فضل مانگتے ہوئے ان بقیہ دنوں کے فیض سے فیضیاب ہونے کی کوشش کرنی چاہئے اور یہ دن جو ہیں ان کو دعاؤں میں گزارنا چاہئے۔"

(خطبہ جمعہ 28/ اکتوبر 2005ء)

صدقہ و خیرات

سامعین! ایمان کی ستّر شاخوں میں ایک شاخ صدقہ کرنا بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ اَذًى ۙ لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (البقرہ:263)

یعنی وہ لوگ جو اپنے اموال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، پھر جو وہ خرچ کرتے ہیں اُس کا احسان جتاتے ہوئے یا تکلیف دیتے ہوئے پیچھا نہیں کرتے، اُن کا اجر اُن کے ربّ کے پاس ہے اور اُن پر کوئی خوف نہیں ہو گا اور نہ وہ غم کریں گے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صدقہ مال میں کچھ بھی کمی نہیں کرتا، بندے کے معاف کرنے سے اللہ تعالیٰ اس کی عزت ہی بڑھاتا ہے اور جو شخص بھی اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے عاجزی اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا درجہ ہی بلند فرماتا ہے۔

(صحیح مسلم)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا کہ صدقہ خدا تعالیٰ کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے اور بُرائی کی موت کو دور کرتا ہے۔

(سنن الترمذی)

عبادات میں جہاں نماز، تہجد، تلاوتِ قرآن شامل ہیں وہاں مالی قربانی بھی ایک اہم عبادت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗٓ اَضْعَافًا كَثِيْرَةً ۭ وَاللّٰهُ يَقْبِضُ وَيَبْصُۜطُ ۠ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ۔ (البقرۃ:246)

کون ہے جو اللہ کو قرضۂ حسنہ دے تاکہ وہ اس کے لئے اسے کئی گنا بڑھائے۔ اور اللہ (رزق) قبض بھی کر لیتا ہے اور کھول بھی دیتا ہے۔ اور تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

صدقہ و خیرات قومی ترقی کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے اور انسان کو یہ سوچنا چاہیے کہ جو کچھ خدا تعالیٰ نے اُسے دیا ہے اُس میں غریب لوگوں کا بھی حصہ ہے۔ روزہ یہ بھی سکھاتا ہے کہ بھوک کی برداشت کیا ہے، صبر کیا ہے۔ اگر ہم یہ احساس کرتے ہیں تو ہی ہم غریبوں کی مدد بھی کر سکتے ہیں۔

مہدی آخر الزمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”یہ ظاہر ہے کہ تم دو چیزوں سے محبت نہیں کر سکتے اور تمہارے لئے ممکن نہیں کہ مال سے بھی محبت کرو اور خدا سے بھی، صرف ایک سے ہی محبت کر سکتے ہو۔ پس خوش قسمت وہ شخص ہے کہ خدا سے محبت کرے اور اگر تم میں سے کوئی خدا سے محبت کر کے اس کی راہ میں مال خرچ کرے گا تو میں یقین رکھتا ہوں کہ اس کے مال میں بھی دوسروں کی نسبت زیادہ برکت دی جائے گی۔ کیونکہ مال خود بخود نہیں آتا بلکہ خدا کے ارادے سے آتا ہے۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد 3 صفحہ 749)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”صدقہ۔ صِدق سے لیا گیا ہے۔ جب کوئی شخص خدا تعالیٰ کی راہ میں صدقہ دیتا ہے تو معلوم ہوا کہ خدا سے صِدق رکھتا ہے۔ دعا کے ساتھ قلب پر سوز و گداز اور رقت پیدا ہوتی ہے۔ دعا میں ایک قربانی ہے۔ صدق اور دعا اگر یہ دو باتیں میسر آجائیں تو اکسیر ہے“

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 87-88 حاشیہ۔ ایڈیشن 1984ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”پس یہ مالی قربانیاں کوئی معمولی چیز نہیں ہیں ان کی بڑی اہمیت ہے۔ ایمان مضبوط کرنے اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث ہونے کے لئے انتہائی ضروری چیز ہے۔ صحابہ کی قربانیوں کو اللہ تعالیٰ نے کس طرح پھل لگائے جس کا روایات میں کثرت سے ذکر آتا ہے۔ شروع میں یہی صحابہ جو تھے بڑے غریب اور کمزور تھے، مزدوریاں کیا

کرتے تھے۔ لیکن جب بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کسی بھی قسم کی کوئی مالی تحریک ہوتی تھی تو مزدوریاں کر کے اس میں چندہ ادا کیا کرتے تھے۔ حسب توفیق بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی کوشش کیا کرتے تھے تاکہ اللہ اور اس کے رسول کا قرب پانے والے بنیں، ان برکات سے فیضاب ہونے والے ہوں جو مالی قربانیاں کرنے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے مقدّر کی ہیں، جن کے وعدے کئے ہیں۔"

(خطبہ جمعہ 6/ جنوری 2006ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(بتعاون: مسز عائشہ چوہدری۔ جرمنی)

✪✪✪✪